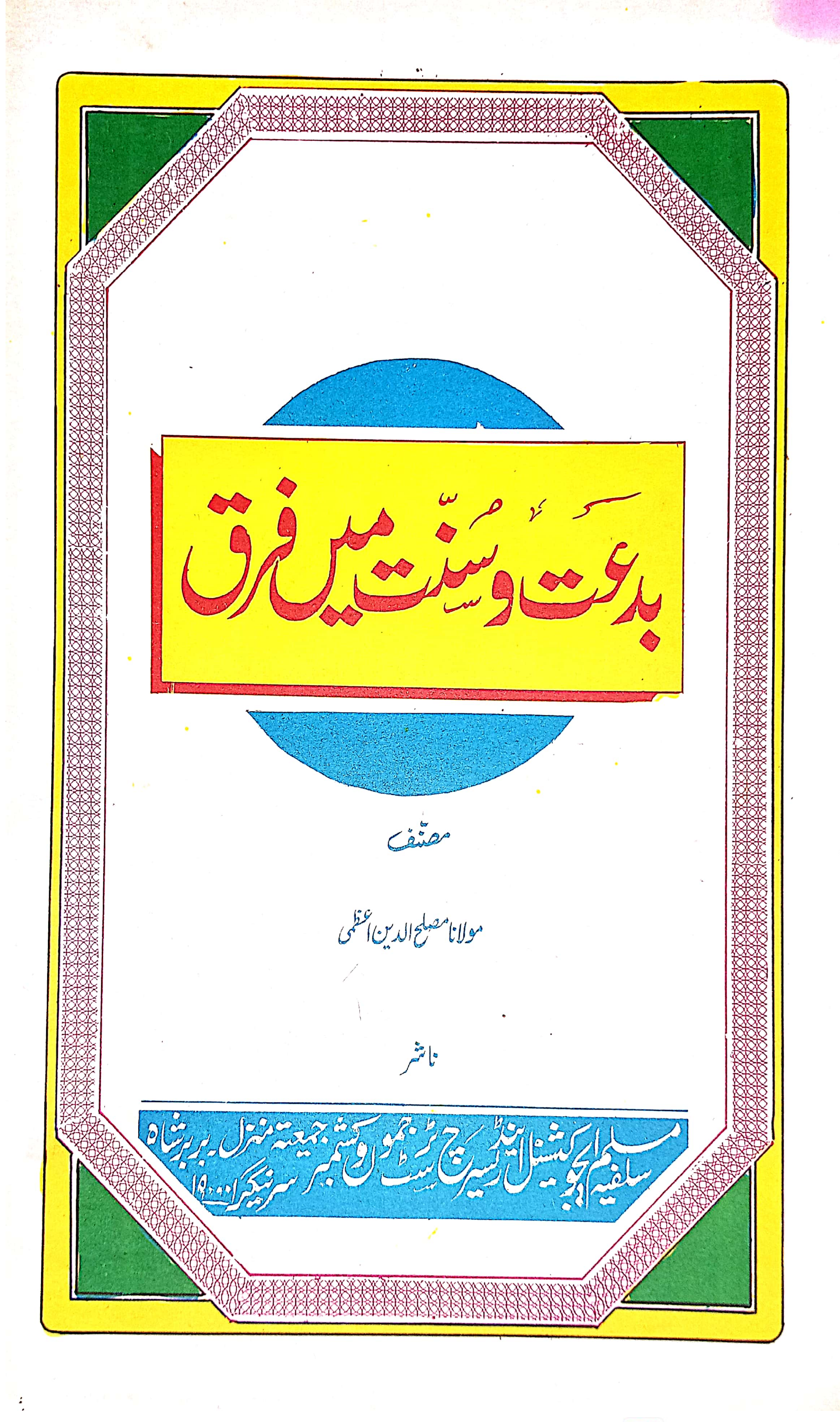
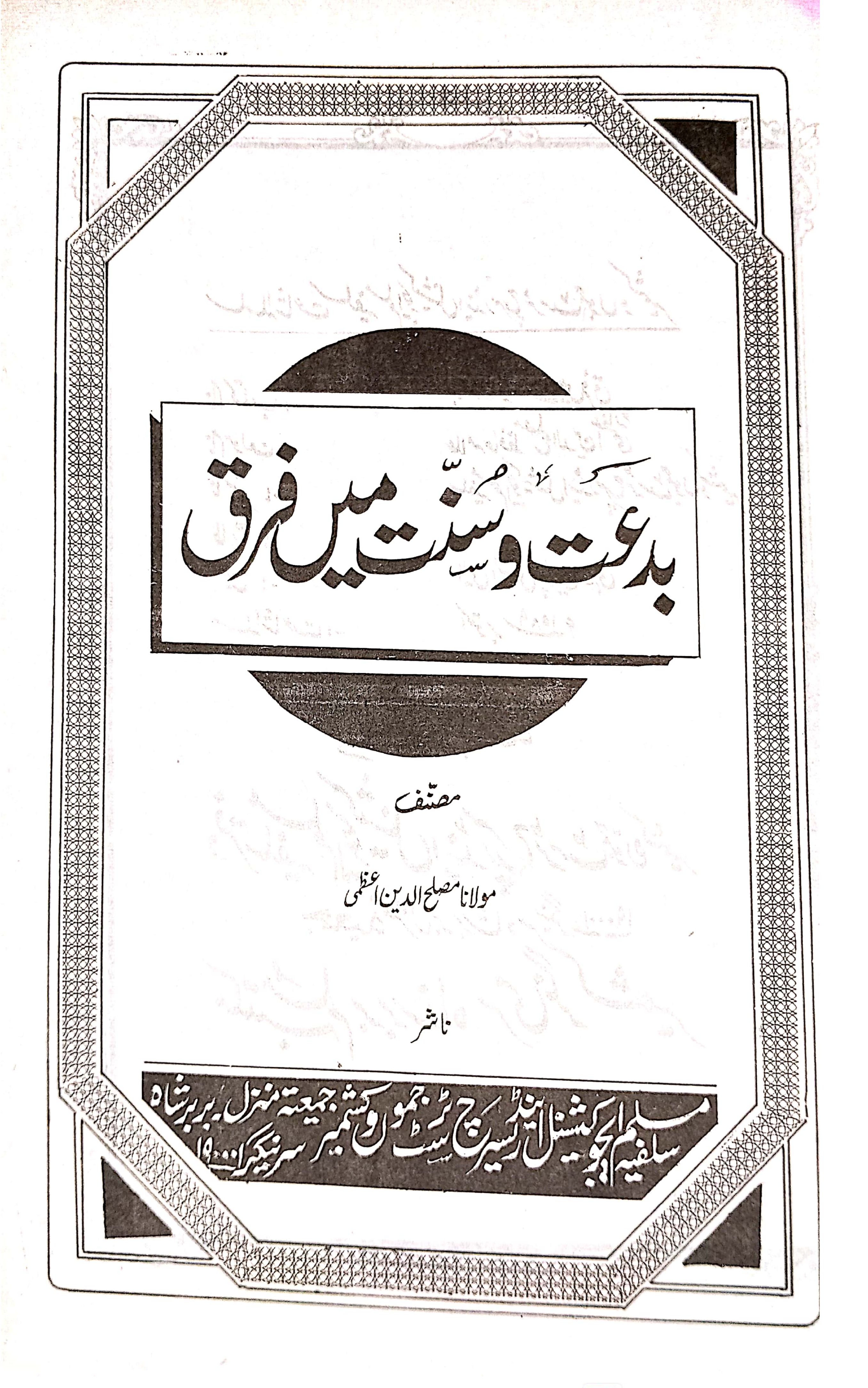

بدعت و سنّت میں فرق
مصنّف
مولانا مصلح الدین اعظمی
ناشر
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ سرینگر ۱۹۰۰۱



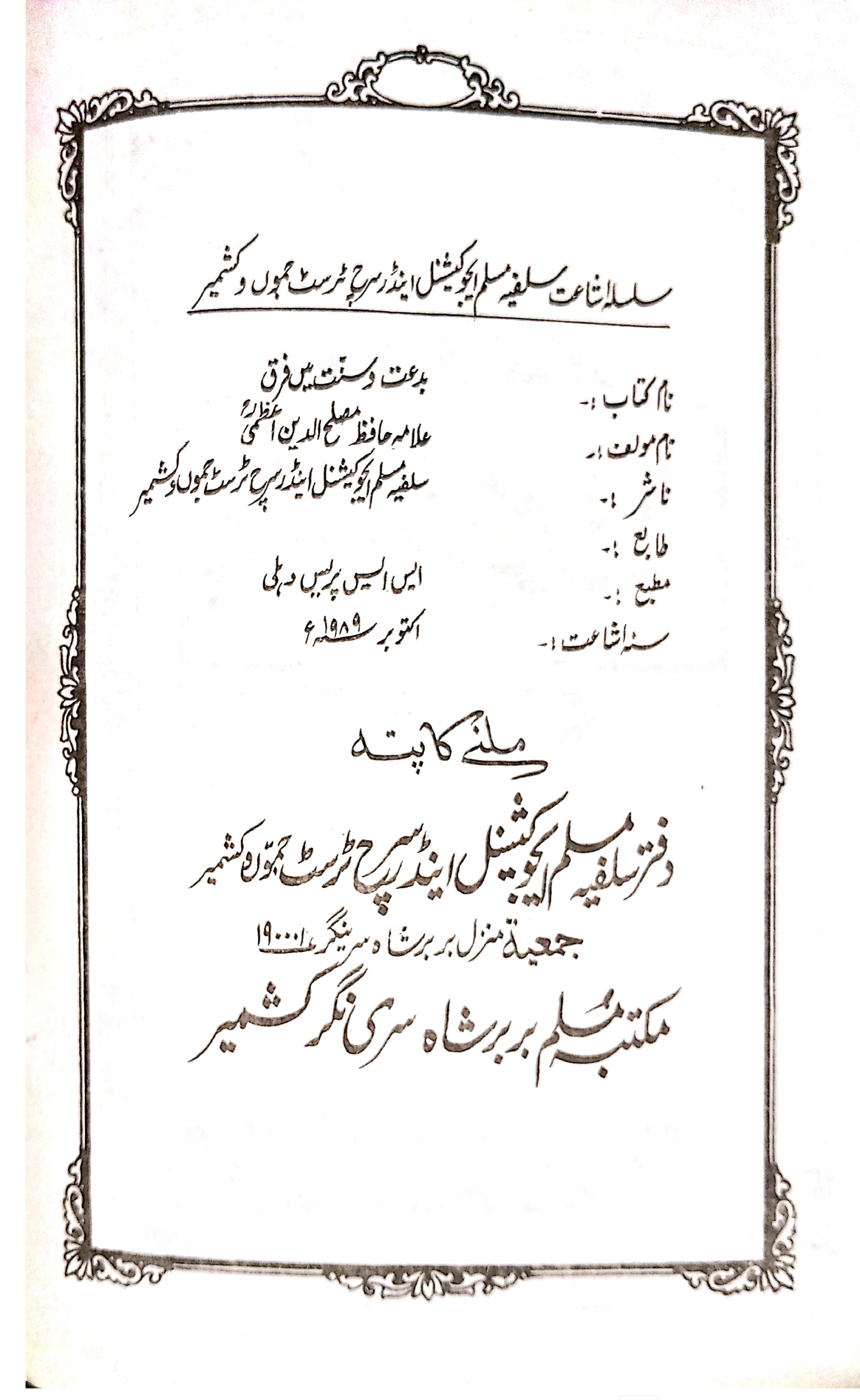
بدعت و سنّت میں فرق

مصنّف

مولانا مصلح الدین اعظمی

ناشر

مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر جمعیۃ منزل بربرشاہ سلفیہ سرینگر ۱۹۰۰۱۰



سلسلہ اشاعت سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

نام کتاب :- بدعت و سنت میں فرق

نام مولف :- علامہ حافظ مصلح الدین اعظمی

ناشر :- سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

طابع :-

مطبع :- ایس ایس پریس دہلی

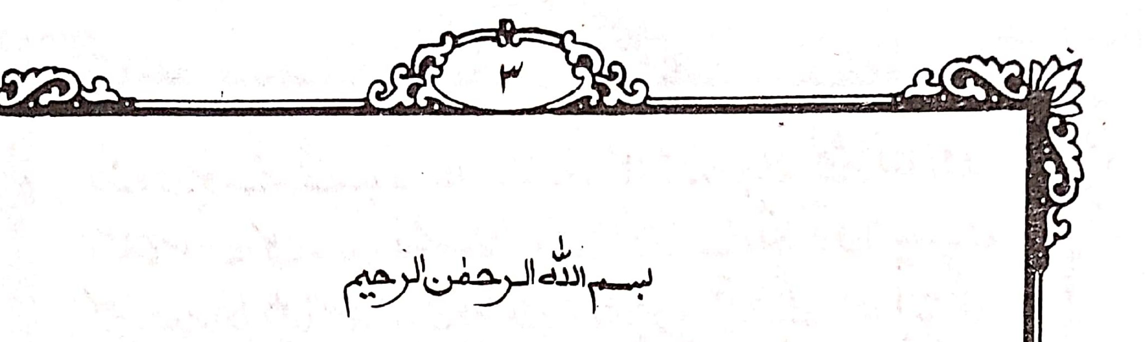
سنہ اشاعت :- اکتوبر ۱۹۸۹ء

ملنے کا پتہ

دفتر سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ سرینگر ۱۹۰۰۰۱

مکتبہ مسلم بربرشاہ سری نگر کشمیر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضروری گزارش

ہندوستان میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے زمانے سے قبل قرآن اور حدیث کے پڑھنے اور پڑھانے کا رواج کم تھا، علماء زیادہ وقت منطق اور فلسفے کی کتابوں میں صرف کرتے تھے اور چند کتابیں فقہ کی پڑھی اور پڑھائی جاتی تھیں، اس لیے شریعت سے واقفیت لوگوں میں کم تھی۔۔۔۔ جاہل پیروں اور ملاؤں کا زور تھا، عوام ان کی مٹھی میں تھے اور یہ پیر اور ملاّ مختلف ڈھنگوں اور ہتھکنڈوں سے عوام کو لوٹتے پھرتے اور کماتے کھاتے تھے۔ چونکہ قرآن اور حدیث کا علم نہ تھا اس لئے ان لوگوں کی اصلاح نہ ہو سکی اور ہندوانہ رسم و رواج مسلمانوں میں پھیل گئے۔ شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان نے قرآن اور حدیث کو ہندوستان میں پھیلانے کے لئے زبردست جد وجہد کی، اور اس جد وجہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ گھر گھر قرآن اور حدیث کا پیغام پہونچنے لگا۔ اور مسلمان جاہل پیروں اور ملاؤں سے رفتہ

رفتہ دور ہونے لگے۔ بدعات اور خرافات کا اثر دن بدن گھٹنے لگا اور اتباعِ سنت کا جذبہ عام مسلمانوں میں جڑ پکڑنے لگا۔ قوی امید ہے کہ چند سالوں میں مسلمانوں کے عقائد درست ہو جائیں گے۔ اور ان کی زندگی کتاب و سنت کے ڈھانچے میں ڈھل جائے گی اگرچہ اب بھی شکست خوردہ ملّا اور پیر اپنی ساکھ برقرار رکھنے کے لیے ہاتھ اور پیر مار رہے ہیں اور علماء حق کو بدنام کرنے کے لیے طرح طرح کے گندے حربے استعمال کر رہے ہیں، لیکن ان شاء اللہ حق غالب آئے گا اور باطل پسپا ہوگا، کیونکہ غلبہ حق کی فطرت میں داخل ہے اور باطل کے لیے پسپا ہونا مقدر ہے۔

تعصب کی عینک اتار کر ملاحظہ فرمائیں

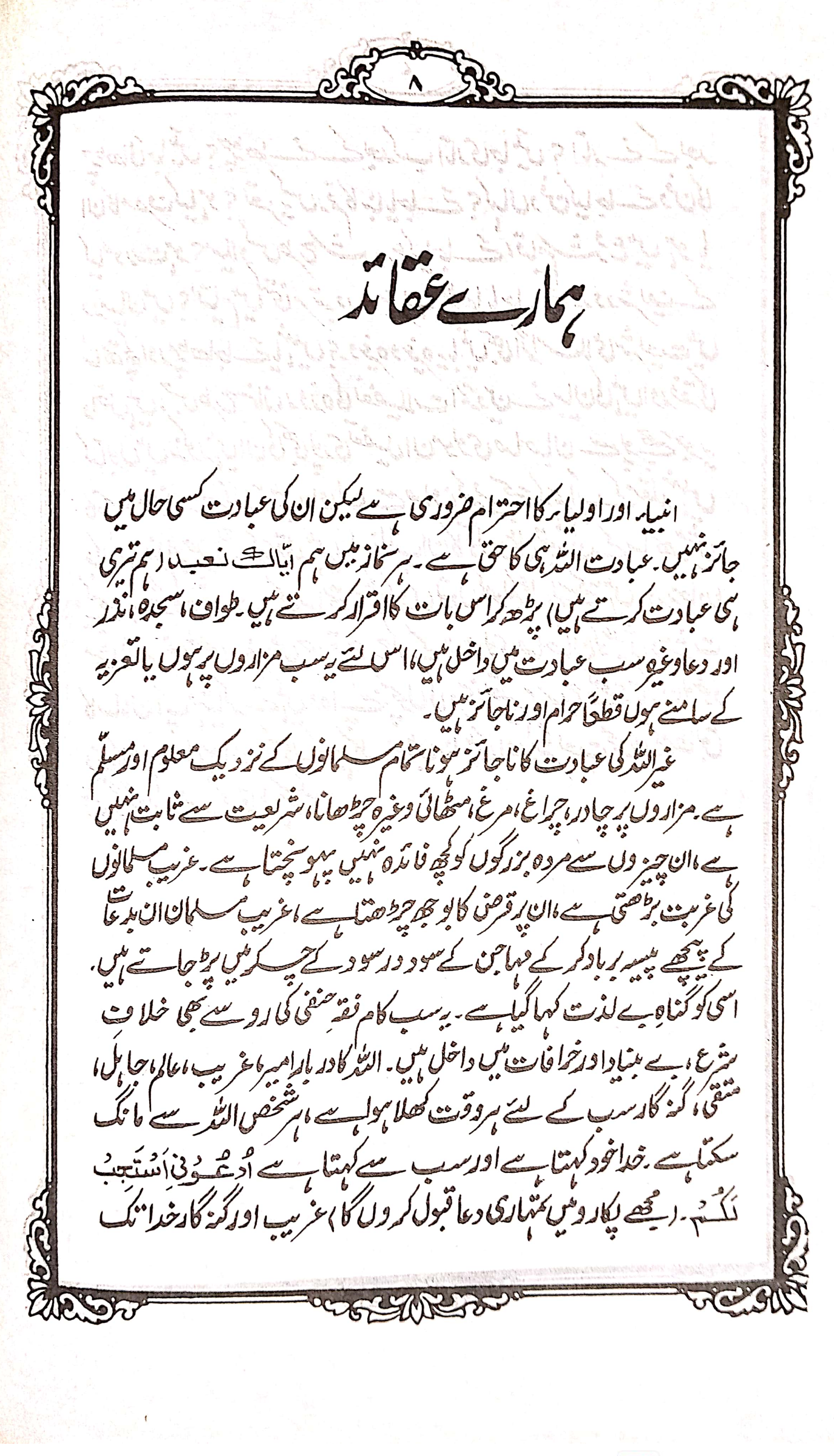
قرآن شریف و حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ہم کو یہ باتیں صاف طور پر ملتی ہیں۔ توحید کا بیان، آخرت کا بیان، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کا بیان، ماں باپ کی فرماں برداری کا بیان، پڑوسی کے حقوق وغیرہ وغیرہ۔ ان سے چھوٹی اور معمولی باتوں کا بیان بھی صاف طور پر ملتا ہے۔ مثلاً پانی میں مکھی گر جائے تو کس طرح نکالی جائے، جوتا پہلے کس پیر میں پہنا جائے اور نکالا پہلے کس پیر سے جائے، کتنے ڈھیلے سے استنجاء کیا جائے، پاخانے کے لئے کس رخ بیٹھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن قرآن شریف، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ تعزیہ بنانے کا باب، قبر پر چراغ بتی کرنے کی فضیلت، چادر، پھول اور مٹھائی چڑھانے کا باب، طبلہ پر قوالی گا کر معرفت حاصل کرنے کا باب، تیجا، چالیسواں کرنے کا باب، ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو میلاد اور قیام کرنے کی فضیلت کا باب، بزرگوں کے مزار پر سالانہ عرس کا بیان، مردہ بزرگوں سے تندرستی، فتح، لڑکا، لڑکی مانگنے کا باب وغیرہ۔ اب ہم کو یہ سوچنا چاہیئے کہ جب حدیث و فقہ کی کتابوں میں مکھی نکالنے اور جوتا پہننے تک کا بیان صاف صاف تفصیلی طور پر موجود ہے تو ان باتوں کا ذکر کیوں

نہیں۔؟ جب ائمہ دین، فقہائے کرام نے دین کی چھوٹی چھوٹی باتیں قرآن و حدیث سے نکال کر ہماری فلاح و بہبود کے لئے لکھ دیں۔ تو ان باتوں کو کیوں چھوڑ دیا؟

انصاف سے اگر سوچا جائے تو یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ یہ باتیں اسلام میں داخل نہیں، دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی بعض مسلمانوں نے اس قسم کی چیزیں ایجاد کر لی ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ بعض مولوی صاحبان ان باتوں کو فلاں آیت یا فلاں حدیث سے ثابت کرتے ہیں، ان سے پوچھنا چاہیئے کہ آپ حنفی اور مقلد ہیں، یا وہابی غیر مقلد۔؟ اگر وہ یہ فرمائیں کہ ہم حنفی اور مقلد ہیں، تو ان سے صاف کہنا چاہیئے کہ قرآن اور حدیث سے مسئلہ امام اور مجتہد نکالتا ہے اور مقلد کا کام امام کے قول کی پیروی ہے، اس لئے آپ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قول پیش کیجئے ورنہ ان باتوں سے پرہیز کیجئے، عام مسلمانوں کو ان باتوں سے بچنا چاہیئے کیونکہ نجات کے لئے جو باتیں ضروری تھیں وہ ایک ایک کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیں اور عمل کر کے دکھا دیں۔ یہ باتیں اگر دین میں داخل ہوتیں تو آپؐ ضرور بتاتے اور عمل کر کے دکھاتے......

ایک پہلو اور قابل غور ہے کہ فطرہ کب اور کس کی طرف سے اور کتنا دینا چاہیئے؟۔ قربانی میں کون سے جانور اور کس عمر اور کس طرح کے ہونے چاہئیں۔؟ زکوٰۃ کس قسم کے مال سے کن لوگوں پر کتنی مدت میں فرض ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل سے یہ باتیں فقہ کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں۔ بزرگوں کے مزار پر نذر و نیاز کے لئے کس قسم کے جانور کس عمر اور کس صفت کے ذبح کئے جائیں گے؟۔ بزرگانِ دین تو بہت ہیں کن بزرگوں کا عرس کیا جائے اور کن کا نہ کیا جائے؟ کس مہینے میں کیا جائے؟ تاریخ کیا ہو؟ زندگی میں ایک بار کیا جائے مثلِ حج کے، یا سالانہ مثلِ زکوٰۃ کے، یا روزانہ مثلِ نماز کے؟ کتنی چادریں

چڑھائی جائیں؟ چڑھانے کے بعد کب اتاری جائیں؟ اتارنے کے بعد ان کا مصرف کیا ہو؟ تعزیہ کس رقم کا بنایا جائے؟ کہاں دفن کیا جائے دفن کی کیا صورت ہو؟ میلاد کس طرح شروع کیا جائے، قیام شروع میں ہو یا درمیان میں؟ قیام میں کتنی مرتبہ درود شریف پڑھا یا جائے درود شریف کے ساتھ کچھ اور پڑھا جائے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ یہ باتیں بھی اگر اسلامی شریعت میں داخل ہیں جس طرح نماز، روزہ کی تفصیلات ائمہ دین نے بیان کی ہیں اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں ان کی بھی پوری تفصیل ان مولوی صاحبان سے پوچھئے جو یہ کام مسلمانوں سے کراتے ہیں، اور ان سے صاف کہہ دیجئے کہ ہم آپ کے مقلد نہیں بلکہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ لہذا آپ ان کا قول و عمل ثبوت کے ساتھ پیش کیجئے! اگر وہ ثبوت کے ساتھ پیش کر دیں تو دل کھول کر عمل کر سکتے ہیں۔ ورنہ چادر، مٹھائی، مرغ، خصی وغیرہ میں جو رقم خرچ کر کے ان مولوی صاحبان کو عیش و عشرت کا سامان آپ مہیا کرتے ہیں وہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم پر خرچ کیجئے تاکہ ان کو خود دین کا علم حاصل ہو اور وہ کسی کے بہکانے میں نہ آئیں اور شریعتِ محمدی کے مطابق زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں۔



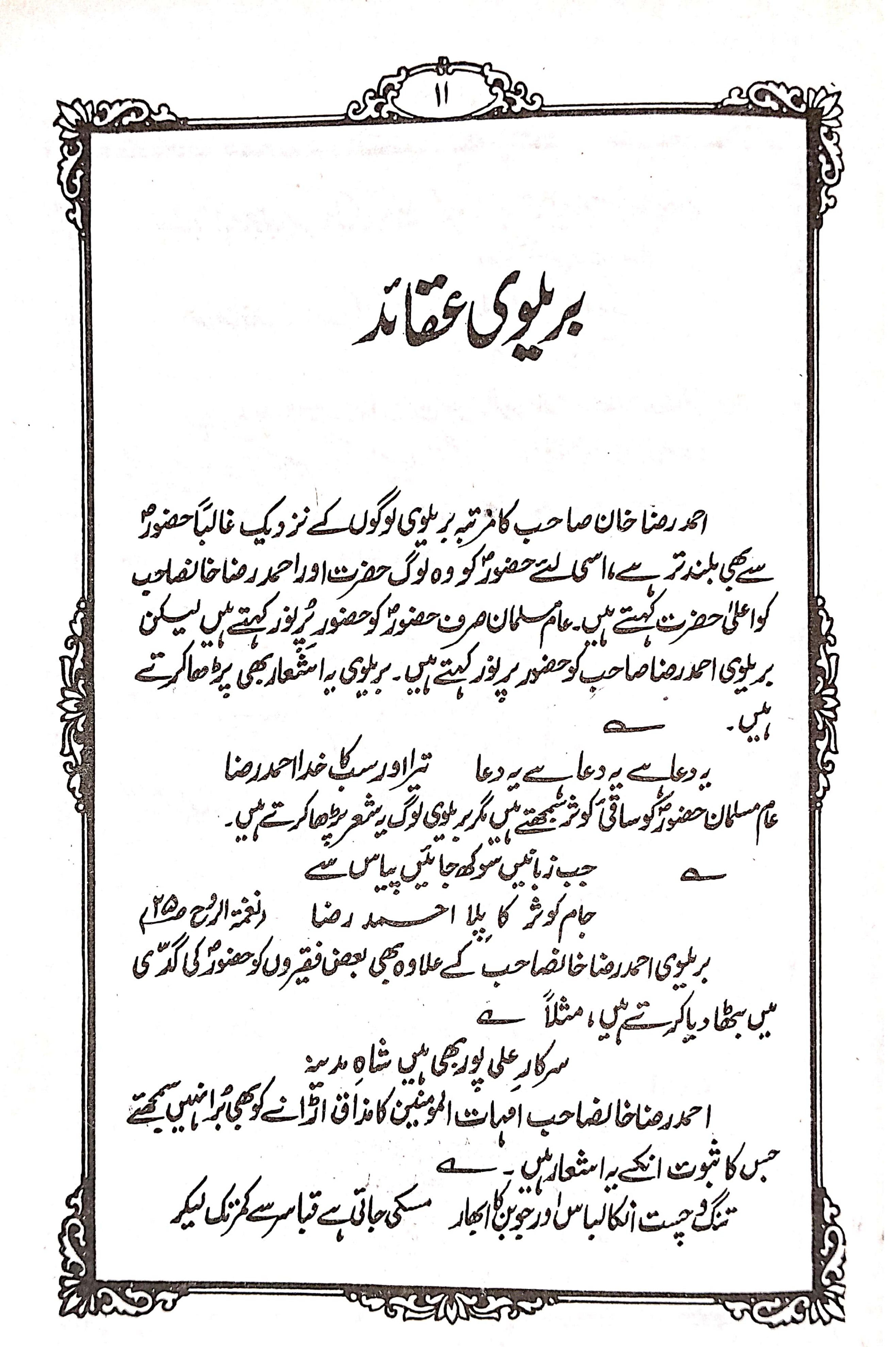
ہمارے عقائد

انبیاء اور اولیاء کا احترام ضروری ہے لیکن ان کی عبادت کسی حال میں جائز نہیں۔ عبادت اللہ ہی کا حق ہے۔ ہر نماز میں ہم ایّاک نعبد (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) پڑھ کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ طواف، سجدہ، نذر اور دعا وغیرہ سب عبادت میں داخل ہیں، اس لئے یہ سب مزاروں پر ہوں یا تعزیہ کے سامنے ہوں قطعاً حرام اور ناجائز ہیں۔

غیر اللہ کی عبادت کا ناجائز ہونا تمام مسلمانوں کے نزدیک معلوم اور مسلّم ہے۔ مزاروں پر چادر، چراغ، مرغ، مٹھائی وغیرہ چڑھانا شریعت سے ثابت نہیں ہے، ان چیزوں سے مردہ بزرگوں کو کچھ فائدہ نہیں پہونچتا ہے۔ غریب مسلمانوں کی غربت بڑھتی ہے، ان پر قرض کا بوجھ چڑھتا ہے، غریب مسلمان ان بدعات کے پیچھے پیسہ برباد کر کے مہاجن کے سود در سود کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ اسی کو گناہِ بے لذت کہا گیا ہے۔ یہ سب کام فقہِ حنفی کی رو سے بھی خلاف شرع، بے بنیاد اور خرافات میں داخل ہیں۔ اللہ کا دربار امیر، غریب، عالم، جاہل، متقی، گنہ گار سب کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے، ہر شخص اللہ سے مانگ سکتا ہے۔ خدا خود کہتا ہے اور سب سے کہتا ہے اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ (مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا) غریب اور گنہ گار خدا تک

پہونچنے کے لئے وسیلے اور واسطوں کے محتاج ہیں، یہ عقیدہ جاہل ملاؤں اور پیروں کا پیدا کردہ ہے تاکہ وہ واسطہ اور وسیلہ بن کر غریب عوام سے من مانی فیس وصول کرسکیں۔ وسیلہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ مفسرین اور اہلِ لغت نے صاف لکھا ہے کہ وسیلہ عربی زبان میں قربت اور نزدیکی کے معنیٰ میں آتا ہے۔ وَابْتَغُوا اِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کا مفہوم مستند مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ برائیوں سے بچکر اور نیک اعمال کر کے اللہ کی نزدیکی تلاش کرو، مروّجہ وسیلہ کتاب و سنت کے سراسر خلاف ہے۔ ہر مسلمان نماز میں بلا وسیلہ اللہ سے مانگتا ہے نماز کے بعد مانگتا ہے۔ ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کہتا ہے بسم اللہ کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ اے اللہ اس کام میں تجھ ہی سے میں برکت اور مدد کا طالب ہوں تو کوئی وجہ نہیں کسی خاص موقع پر کسی ملا اور مردہ پیر کی ضرورت پڑ جائے اور اس کے وسیلے کے بغیر گاڑی آگے نہ بڑھے اگر ایسا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ضرور فرماتے کہ تم لوگ نبیوں، فرشتوں اور بزرگوں کے وسیلے سے مانگا کرو۔ حالاں کہ اس کا کہیں ثبوت نہیں ملتا!۔ آپ نے سینکڑوں دعائیں مسلمانوں کو سکھلائیں اور ان سب کی ابتداء اَللّٰهُمَّ اور رَبَّنَا سے ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے خدا، اے میرے پروردگار میری دعاؤں کو سن! معلوم ہوا کہ وسیلہ کا عقیدہ شرعی اور اسلامی نہیں ہے بلکہ خاص فوائد حاصل کرنے کی غرض سے دنیادار ملاؤں کا خودساختہ اضافہ ہے۔ انبیاء ہوں یا اولیاء، اولاد، روزی، تندرستی وغیرہ دینا ان کے بس سے باہر ہے۔ انہیں سب چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے لوگ مزاروں کا چکر لگاتے ہیں اور ان پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں، طرح طرح کی بدعتیں کرتے ہیں، سجدے اور طواف تک کرتے ہیں، جن کے حرام اور ناجائز ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ حالاں کہ مزاروں کے بزرگ ہوں، فرشتے ہوں یا پیغمبر ہوں ان چیزوں کے دینے کا

اختیار انکو حاصل نہیں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور زکریاؑ نے اولاد خدا سے مانگی تب ملی، حضرت ایوبؑ کو تندرستی خدا کے یہاں سے ملی۔ حضرت نوحؑ اور لوطؑ کی جان خدا سے دعا کرنے پر دشمنوں سے بچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر میں فتح خدا سے مانگنے پر ملی۔ معلوم ہوا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور سب کچھ وہیں سے ملتا ہے۔ اسی لئے حضورؐ نے نمک تک اللہ سے مانگنے کا حکم دیا۔ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں شہداء بھی زندہ ہیں مگر ان کی زندگی کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس زندگی کی حقیقت ہم کو نہیں بتائی گئی ہے۔ انبیاء کے اجسام قبروں میں محفوظ ہیں انبیاء کے علاوہ بعض نیک بندوں کے اجسام بھی محفوظ رہ سکتے ہیں، کیونکہ ہر جسم کا قبر میں سڑنا گلنا ضروری نہیں۔ حضور درود قبول کرنے کے لئے میلاد کی مجلسوں میں آئیں اور اس لئے میلاد والوں کا تعظیم کیلئے کھڑا ہونا ضروری ہو۔ یہ عقیدہ بالکل بے بنیاد ہے اور حضور کی شان میں زبردست گستاخی ہے۔ اس کے برخلاف اہل حدیث کا یہ عقیدہ حدیث سے بھی ثابت ہے اور ادب و احترام کے ساتھ مطابقت بھی رکھتا ہے کہ کچھ فرشتے اللہ نے مقرر کئے ہیں جو امت کا درود دنیا کے کونے کونے سے لیکر حضورؐ کی خدمت میں پہونچاتے ہیں۔ سب سے افضل درود وہ ہے جو نماز میں سب مسلمان بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور درود کا بیٹھ کر پڑھنا ہی افضل ہے۔ ورنہ حضورؐ بجائے بیٹھ کر پڑھنے کے کھڑے ہو کر نماز میں پڑھنے کی تعلیم دیتے "یارسول سلام علیک، یاحبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک" یہ درود و سلام من گھڑت اور بے بنیاد ہیں۔ اس لئے یہ درود و سلام اس برکت سے خالی ہے جو حضورؐ کے سکھائے ہوئے درود و سلام میں پائی جاتی ہے۔



بریلوی عقائد

احمد رضا خان صاحب کا مرتبہ بریلوی لوگوں کے نزدیک غالباً حضورؐ سے بھی بلند تر ہے اسی لئے حضورؐ کو وہ لوگ حضرت اور احمد رضا خانصاحب کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ عام مسلمان صرف حضورؐ کو حضور پُرنور کہتے ہیں لیکن بریلوی احمد رضا صاحب کو حضور پرنور کہتے ہیں۔ بریلوی یہ اشعار بھی پڑھا کرتے ہیں۔ ؎

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا — تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

عام مسلمان حضورؐ کو ساقیٔ کوثر سمجھتے ہیں مگر بریلوی لوگ یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔ ؎

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا (نغمۃ الروح ص ۲۵)

بریلوی احمد رضا خانصاحب کے علاوہ بھی بعض فقیروں کو حضورؐ کی گدی میں بٹھا دیا کرتے ہیں، مثلاً ؎

سرکارِ علی پور بھی ہیں شاہِ مدینہ

احمد رضا خانصاحب امہات المومنین کا مذاق اڑانے کو بھی برا نہیں سمجھتے جس کا ثبوت انکے یہ اشعار ہیں۔ ؎

تنگ و چست انکا لباس اور جوبن کا ابھار — مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے برون سینہ و بر

(حدائق بخشش حصہ سوم ص۳۷)

احمد رضا خاں نے امامت کی اور حضور نے ان کے پیچھے نماز ادا کی۔

(ملفوظ حصہ دوم ص۲۵)

یہ ہے بریلویوں کا احترام رسول۔ عورت کا بوسہ اگر مرد نماز میں لے اور عورت کو شہوت بھی پیدا ہو جائے تب بھی عورت کی نماز ہو جائے گی۔ (حاشیہ فتاوی رضویہ حصہ اول ص۶۷)

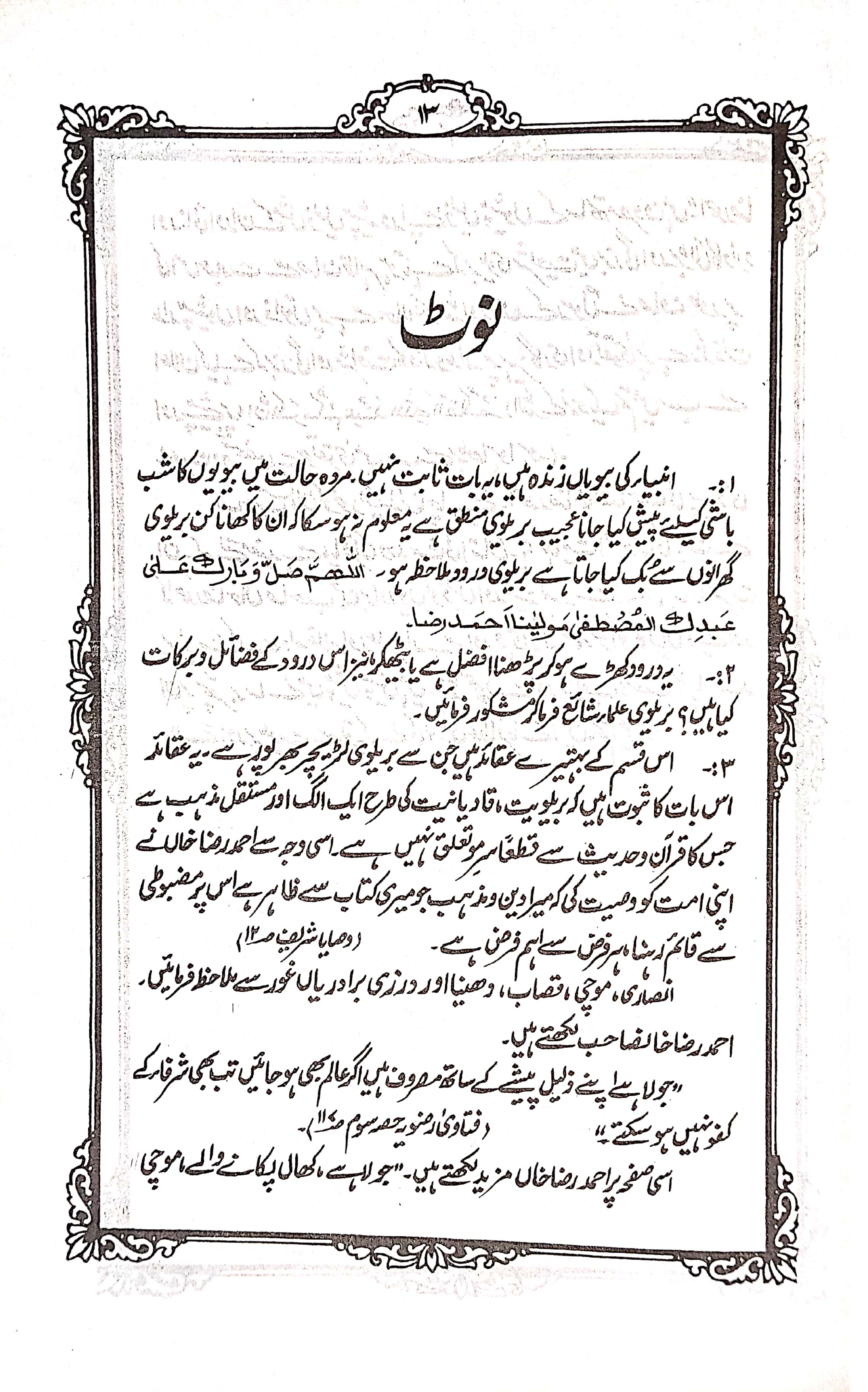
مرید جب اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے تو اس وقت اسکے پیر صاحب وہاں موجود رہتے ہیں۔ (ملفوظ حصہ دوم ص۴۶، ۴۰)

جانور سے نکاح ہو سکتا ہے۔ (ملفوظ حصہ دوم ص۹۷)

عورت کی شرمگاہ ارادہ کر کے دیکھنے سے بھی نماز نہیں جاتی۔ (فتاوی رضویہ ج اول ص۶۷)

نوٹ:۔ لطف یہ ہے کہ قرآن دیکھ کر پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

نبیوں کی بیویاں ان کی قبروں میں حاضر کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی کرتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ سوم ص۳۰ مطبوعہ دہلی)۔



نوٹ

۱:- انبیاء کی بیویاں زندہ ہیں، یہ بات ثابت نہیں۔ مردہ حالت میں بیویوں کا شب باشی کیلئے پیش کیا جانا عجیب بریلوی منطق ہے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کا کھانا کن بریلوی گھرانوں سے مہیا کیا جاتا ہے بریلوی درود ملاحظہ ہو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِکْ عَلٰی عَبْدِکَ الْمُصْطَفٰی مَوْلٰینَا اَحْمَدَ رِضَا۔

۲:- یہ درود کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے یا بیٹھ کر، نیز اس درود کے فضائل و برکات کیا ہیں؟ بریلوی علماء شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔

۳:- اس قسم کے بہتیرے عقائد ہیں جن سے بریلوی لٹریچر بھرا ہوا ہے۔ یہ عقائد اس بات کا ثبوت ہیں کہ بریلویت، قادیانیت کی طرح ایک الگ اور مستقل مذہب ہے جس کا قرآن و حدیث سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی وجہ سے احمد رضا خاں نے اپنی امت کو وصیت کی کہ میرا دین و مذہب جو میری کتاب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف ص ۱۲)

انصاری، موچی، قصاب، دھنیا اور درزی برادریاں غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

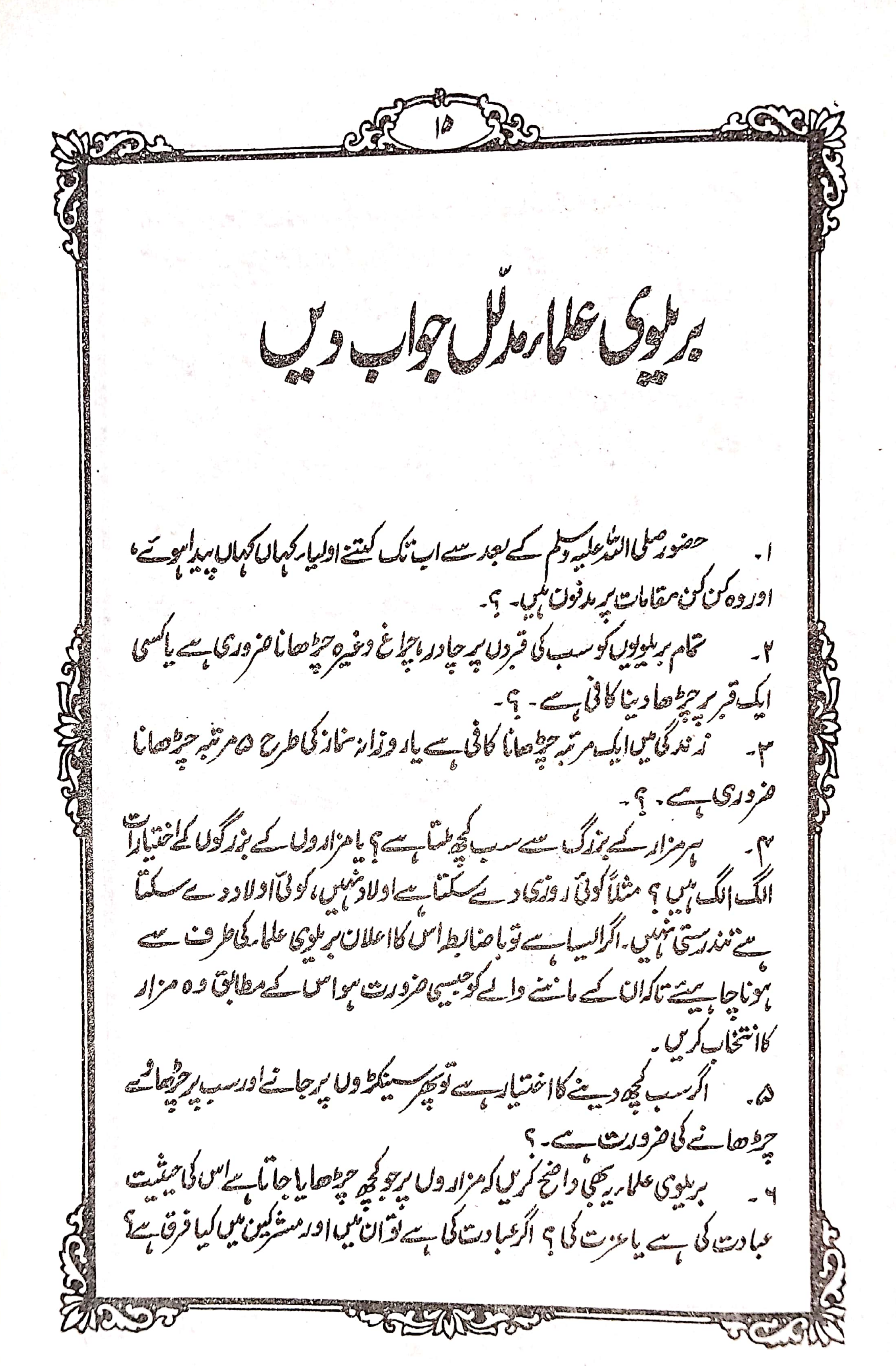
احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں۔

"جولاہے اپنے ذلیل پیشے کے ساتھ معروف ہیں اگر عالم بھی ہو جائیں تب بھی شرفاء کے کفو نہیں ہو سکتے" (فتاویٰ رضویہ حصہ سوم ص ۱۱)۔

اسی صفحہ پر احمد رضا خاں مزید لکھتے ہیں۔ "جولاہے، کھال پکانے والے، موچی

اور نائی اور ان کے مثل ذلیل پیشہ ور اپنے ذلیل پیشوں کے ساتھ معروف ہیں"۔ احمد رضا کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بریلوی شریعت میں بزرگی اور بڑائی کا دار و مدار پیشوں اور ذاتوں پر ہے، حالانکہ اللہ اور اس کے رسول ؐ نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ بزرگی اور شرافت کا دار و مدار پرہیز گاری اور تقویٰ پر ہے نہ کہ ذات اور پیشے پر، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (اللہ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت وہ شخص ہے جو تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہو۔)۔

اب غریب مسلمان کو خود فیصلہ کرنا چاہیئے۔ احمد رضا خانصاحب کی پیروی ان کے لئے مفید ہے، یا قرآن وحدیث کی اتباع۔؟ نہایت افسوس کی بات ہے کہ احمد رضا خاں صاحب جن برادریوں کو ذلیل اور کمینہ کہہ رہے ہیں، انہیں کی اکثریت بریلویت کی بے دام غلام اور علمبردار ہے اور وہی لوگ علماء حق کو گالیاں دینے اور ان پر پتھر برسانے میں پیش پیش ہیں۔ اللہ سمجھ دے اور شریعت و سنت کا پابند بنائے اور بریلویت سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔



بریلوی علماء مدلّل جواب دیں

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے اب تک کتنے اولیاء کہاں کہاں پیدا ہوئے اور وہ کن کن مقامات پر مدفون ہیں۔؟

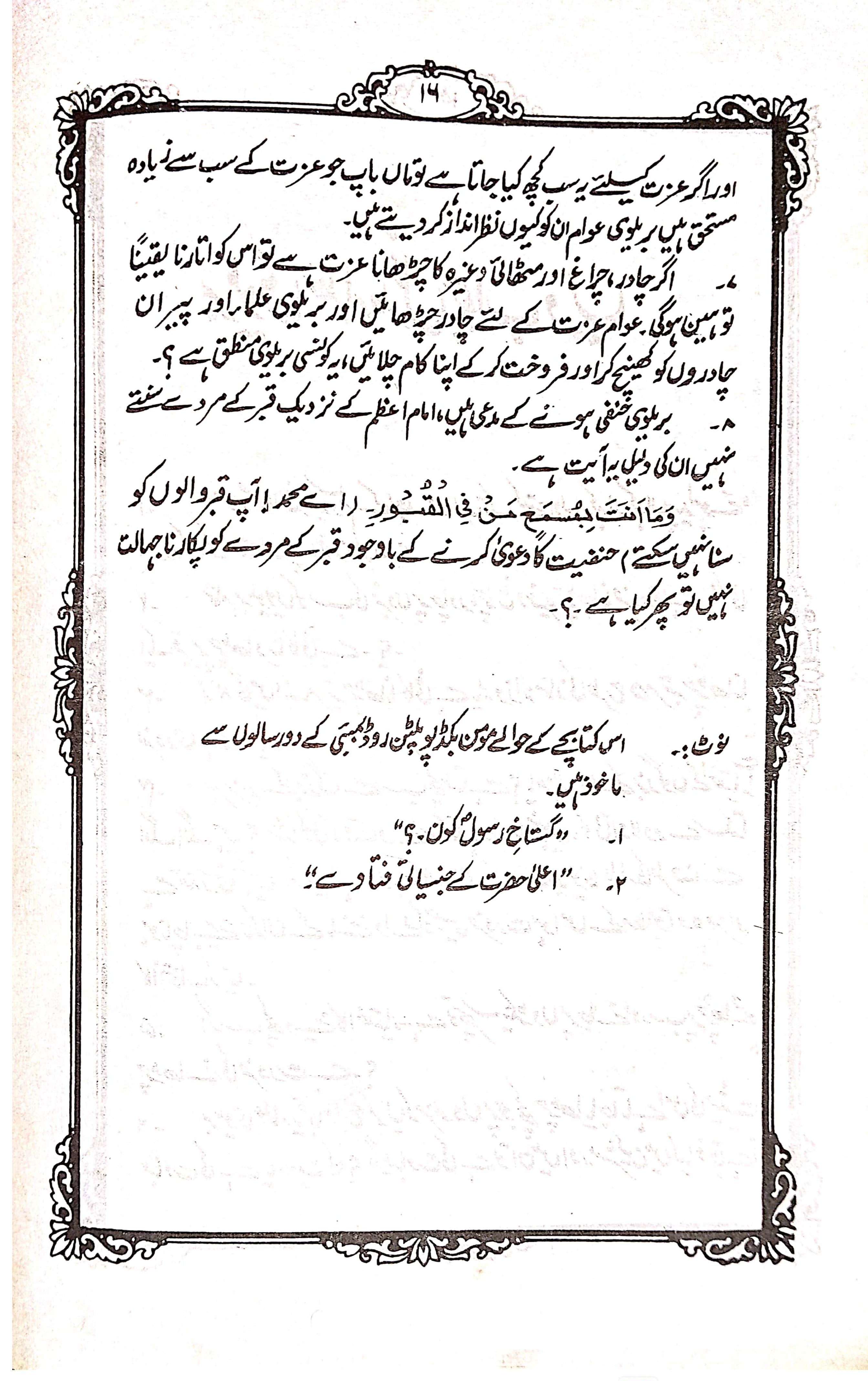
۲۔ تمام بریلویوں کو سب کی قبروں پر چادر یا چراغ وغیرہ چڑھانا ضروری ہے یا کسی ایک قبر پر چڑھا دینا کافی ہے۔؟

۳۔ زندگی میں ایک مرتبہ چڑھانا کافی ہے یا روزانہ نماز کی طرح ۵ مرتبہ چڑھانا ضروری ہے۔؟

۴۔ ہر مزار کے بزرگ سے سب کچھ ملتا ہے؟ یا مزاروں کے بزرگوں کے اختیارات الگ الگ ہیں؟ مثلاً کوئی روزی دے سکتا ہے اولاد نہیں، کوئی اولاد دے سکتا ہے تندرستی نہیں۔ اگر ایسا ہے تو باضابطہ اس کا اعلان بریلوی علماء کی طرف سے ہونا چاہیئے تاکہ ان کے ماننے والے کو جیسی ضرورت ہو اس کے مطابق وہ مزار کا انتخاب کریں۔

۵۔ اگر سب کچھ دینے کا اختیار ہے تو پھر سینکڑوں پر جانے اور سب پر چڑھاوے چڑھانے کی ضرورت ہے۔؟

۶۔ بریلوی علماء یہ بھی واضح کریں کہ مزاروں پر جو کچھ چڑھایا جاتا ہے اس کی حیثیت عبادت کی ہے یا عزت کی؟ اگر عبادت کی ہے تو ان میں اور مشرکین میں کیا فرق ہے؟



اور اگر عزت کیلئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے تو ماں باپ جو عزت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں بریلوی عوام ان کو کیوں نظرانداز کر دیتے ہیں۔

۷۔ اگر چادر، چراغ اور مٹھائی وغیرہ کا چڑھانا عزت ہے تو اس کو اتارنا یقیناً توہین ہوگی۔ عوام عزت کے لئے چادر چڑھائیں اور بریلوی علماء اور پیران چادروں کو کھینچ کر اور فروخت کر کے اپنا کام چلائیں، یہ کونسی بریلوی منطق ہے ؟۔

۸۔ بریلوی حنفی ہونے کے مدعی ہیں، امام اعظم کے نزدیک قبر کے مردے سنتے نہیں ان کی دلیل یہ آیت ہے۔

وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ (اے محمد! آپ قبر والوں کو سنا نہیں سکتے) حنفیت کا دعویٰ کرنے کے باوجود قبر کے مردے کو پکارنا جہالت نہیں تو پھر کیا ہے ؟۔

نوٹ:۔ اس کتابچے کے حوالے مومن بکڈپو پلٹن روڈ بمبئی کے دو رسالوں سے ماخوذ ہیں۔

۱۔ "گستاخِ رسولؐ کون ؟"

۲۔ "اعلیٰ حضرت کے جنیاتی فسادے"

کلام شیخ العالم

تتہٕ کیاہ کرِ مول تہٕ ماجی
ییتہٕ روزن کداجی پیپے
دیہ کاستم شرٕ کچہٕ زاجی
ارزٕ میتک باجت ستی تت پییے

❊

محشر میں جہاں تنہا رہنا پڑے گا والدین بھی کسی کام نہ آئیں گے۔ اے اللہ میرے دل سے شرک کا اندھیارا دور کر اور نیک اعمال کی توفیق بخش کہ نیک اعمال کے بغیر میرا کوئی ساتھی نہ ہو گا۔